پروفیسر منظور الحق صدیقی

"رفیقِ نبوّت" ـــــ کلامِ اقبال میں

کلامِ اقبال میں ساڑھے تین سو سے زیادہ مشاہیر کا ذکر آیا ہے۔ انھوں نے ان مشاہیر کی جن جن خاص باتوں کا ذکر کیا ہے، وہ اگر یک جا کر کے لکھ دی جائیں تو انسان کی روحانی اور مادی کامیابیوں اور ناکامیوں کی ایک اجمالی تاریخ ضرور بن جائے۔ یہاں ہم رموزِ بےخودی، پیامِ مشرق، بانگِ درا، بالِ جبریل مسافر اور ارمغانِ حجاز سے وہ شعر پیش کرتے ہیں جو سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہیں۔

رموزِ بیخودی (۱۹۱۸ء)

رموزِ بیخودی کے آخر میں "خلاصۂ مطالبِ مثنوی در تفسیر سورۂ اخلاص" کے عنوان سے حضرت ابو بکر صدیق کی زبانی سورۂ اخلاص کے مطالب بیان کیے ہیں۔ ابتدائی پانچ شعروں میں بڑے ہی بچے تُلے الفاظ میں صدیقِ اکبرؓ کی زندگی کے چھ نسبتاً اہم واقعات کا ایجاز و اختصار کے ساتھ یوں بیان کرتے ہیں:

۱۔ من شبے صدیق را دیدم بخواب گل ز خاکِ راہِ او چیدم بخواب

ایک رات میں نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو خواب میں دیکھا اور آپ کے راستے کی خاک سے پھول چنے۔

اس کے مصرعہ ثانی کی طرف علاّمہ سید سلیمان ندوی نے علاّمہ اقبال کی توجہ دلائی۔ جواباً اقبال نے لکھا۔ "دوسرے مصرع پر آپ کا ارشاد تھا کہ مطلب زیادہ واضح ہونا چاہیے۔ اور "گل ز خاکِ راہِ او چیدم" کا کیا مطلب ہے؟ یہ واقعہ خواب کا ہے، جو خواب میں دیکھا گیا، بلقیہ اسی طرح نظم کر دیا گیا۔"[۱] اگر جواب ٹھیک نقل ہوا ہے تو مطلب پھر بھی واضح نہیں۔ مولانا غلام رسول مہر نے "بلقیہ اسی طرح" کی بجائے "بعینہٖ" تجویز کیا۔[۲]

۲۔ آن امن النّاس بر مولائے ما آن کلیم اوّل سینائے ما

وہ ابو بکرؓ جن کے احسان ہمارے آقاؐ پر تمام انسانوں سے بڑھ کر ہیں۔ وہ صدیق اکبرؓ جو ہمارے کوہِ سینا کے پہلے کلیم تھے۔

۱؎ اقبال نامہ، حصّہ اوّل، ص ۹۵ ۲؎ مطالب اسرار و رموز، ص ۲۷۱

اقبال نے حاشیے میں وہ حدیث نقل کی ہے جو شعر کے پہلے مصرع کا مآخذ ہے : امن الناس علی فی صحبتہ و مالہ ابوبکر۔ یعنی تمام انسانوں میں مجھ پر رفاقت اور مال میں سب سے بڑھ کر احسان ابوبکر نے کیا۔ اس حدیث کی روشنی میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو صحابہ میں یہ امتیاز حاصل تھا کہ آپؓ سے زیادہ کسی اور کو حضورؐ کا شرفِ رفاقت حاصل نہیں ہوا۔ یہ تعلق بعثت سے پہلے بھی تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک قائم رہا۔ اسی حدیث میں رسول اللہ نے اپنے رفیق کے جس مالی ایثار پر اظہارِ احسان مندی فرمایا ہے بقول صاحبِ کشاف اس کا ذکر کلامِ پاک میں بھی ہے :

الذین ینفقون اموالھم بالیل والنھار سرًا وعلانیۃ فلھم اجرھم عند ربھم (البقرۃ: ۲۷۴)

جو لوگ دن کو اور رات کو پوشیدہ اور ظاہر طور پر اپنا مال (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں، پس ان کے واسطے ان کے رب کے پاس ثواب ہے۔

صاحبِ کشاف لکھتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شان میں نازل ہوئی۔ آپ نے چالیس ہزار دینار خرچ کیے۔ دس ہزار رات میں اور دس ہزار دن میں اور دس ہزار ظاہر اور دس ہزار پوشیدہ۔

قبولِ اسلام کے وقت حضرت ابوبکرؓ کے پاس چالیس ہزار دینار نقد تھے۔ اس تمام سرمائے کو آپ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گزاری، تقویتِ اسلام اور مسلمانوں کی فلاح کے لیے خرچ کر دیا۔

جامع ترمذی اور ابن ماجہ میں حضور کا ارشاد اس طرح منقول ہے:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما نفعنی مال احد ما نفعنی مال ابی بکر قال بکی ابوبکر و قال ھل انا و مالی الا لک یا رسول اللہ۔

حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ نے مجھے کسی کے بھی مال سے مطلقاً نفع نہیں پہنچا بجز مال ابوبکر کے۔ راوی نے کہا کہ ابوبکر رونے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ میری ذات اور میرا مال سب آپ کے واسطے ہے۔

الخطیب نے ابومحمد سعید بن المسیب سے مرسلاً روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کا مال اسی طرح صرف فرماتے تھے جیسا کہ آپ اپنا مال خرچ فرماتے تھے۔ ابن عساکر ابن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا "کسی شخص کے ہاتھوں نے مجھے ابوبکرؓ کے ہاتھوں سے زیادہ فائدہ نہیں پہنچایا، جس نے مجھے جانی اور مالی امداد دی اور اپنی بیٹی سے میری شادی کی۔

اس شعر کے مصرع ثانی میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو "ہمارے سینا کا پہلا کلیم" بتایا ہے۔ اس کی تشریح

میں مولانا غلام رسول مہر لکھتے ہیں: "کہ وہ پہلے مسلمان تھے۔ رسول اللہ کی ذات بابرکات کو کوہِ طور سینا فرض کر لیا جائے تو اس طور پر جو کلیم سب سے پہلے پہنچا وہ حضرت ابوبکر صدیق تھے" ممکن ہے اقبال کے پیشِ نظر وہ واقعہ ہو جب مسجدِ حرام میں حضور اکرم کی موجودگی میں حضرت ابوبکر صدیق نے پہلی بار کھلے بندوں اظہارِ دین اور اشاعتِ اسلام کی۔ ابتدائے بعثت سے اس وقت تک مخفی طور پر دعوتِ اسلام دی جاتی تھی۔ صدیقؓ کے خطاب سے کفار بھڑک اُٹھے اور آپؓ کو اتنا زدوکوب کیا کہ آپ قریب المرگ ہو گئے۔

۳۔ ہمت او کشتِ ملت را چو ابر ثانیِ اسلام و غار و بدر و قبر

حضرت ابوبکر صدیق کی ہمت ایسی تھی جیسا ملّی کھیتی کے لیے ابرِ رحمت۔ وہ اسلام، غار، بدر اور قبر میں دوسرے تھے۔

مولانا اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی کے نام اپنے مکتوبِ گرامی مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۲۲ء میں علامہ اقبال لکھتے ہیں: "صدیق رضی اللہ عنہ پر بھی خوب مضمون لکھا گیا ہے۔ میں نے ان کی زندگی کے تمام واقعات ایک شعر میں بند کر دیے ہیں[۵۳] اس کے بعد مذکورہ شعر لکھا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس شعر کے پہلے ہی مصرع کی تشریح حضرت ابوبکرؓ کی پوری کتابِ زندگی ہے۔ آپ کی وساطت سے مسلمانوں کو جو سربلندی نصیب ہوئی اور اسلام کو جو استقلال اور فروغ حاصل ہوا اسے دو دو تین تین حرفی صرف سات لفظوں میں بیان کر دینا، دریا کو کوزے میں سمو دینا ہے۔ دوسرے مصرعے میں آپؓ کے چار امتیازات بتائے ہیں۔
اس شعر کا ماخذ تابعین کے سردار ابومحمد سعید ابن المسیب کا وہ قول ہے جو اقبال نے رموزِ بیخودی کے پہلے ایڈیشن کے حاشیے میں درج کیا تھا:

کان ابوبکر الصدیق من النبی مکان الوزیر وکان یشاورہ فی جمیع امورہ وکان ثانیہ فی الاسلام وثانیہ فی الغار وکان ثانیہ فی العریش یوم بدر وکان ثانیہ فی القبر ولم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقدم علیہ احداً۔

ابوبکر صدیق کی حیثیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں وزیر کی تھی۔ آپ ہر معاملے میں ابوبکر سے مشورہ کرتے۔ ابوبکرؓ اسلام میں اور غار میں دوسرے تھے۔ جنگِ بدر کے دن سائبان میں دوسرے تھے، اور قبر میں دوسرے تھے۔ رسول اللہ کے نزدیک ان سے مقدم کوئی نہ تھا۔

---

۵۳ اقبال نامہ: ۱: ۵۷

یہ قول جانِ اختصار ہے اور اسے اور بھی کم الفاظ پر مشتمل ایک شعر میں باندھ دینا کمالِ بلاغت ہے۔ دوسرے مصرعے میں اقبال نے بتایا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لائے۔ وہ غارِ ثور میں آپ کے ساتھ تھے۔ جنگ بدر میں آپ کے ساتھ تھے اور موت کے بعد آنحضرتؐ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

روایات میں جن ہستیوں کا اول اول اسلام لانا مسلّم ہے، ان میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے علاوہ حضرت خدیجہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت زیدؓ بن ثابت ہیں۔ ان میں سے حضرت خدیجہؓ آپؐ کی حرم تھیں۔ حضرت علیؓ ابھی آٹھ برس کے تھے یعنی سنِ بلوغت کو بھی نہ پہنچے تھے اور ساتھ ہی رسول اللہ کے زیرِ کفالت تھے۔ حضرت زیدؓ بن ثابت حضرت خدیجہؓ کے غلام تھے۔ ان چاروں میں سے آزاد اور کاملاً خود مختار صرف حضرت ابوبکرؓ تھے۔

مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک ہجرت حضورؐ کی حیاتِ طیبہ کا ایک پُرخطر سفر تھا۔ دورانِ سفر میں سب سے زیادہ خطرناک وہ تین روز تھے جن میں آپؐ نے غارِ ثور میں قیام فرمایا۔ اس وقت آپ کے ساتھ صرف حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے۔ اس پر قرآن گواہ ہے۔ ثانی اثنین اذھما فی الغار۔ یعنی جب وہ دو غار میں تھے تو ان دو میں سے دوسرا۔ ثانیِ غار اسی لیے کہا گیا ہے۔

آپؓ ثانیِ بدر بھی تھے۔ اس سے مراد ہے کہ میدانِ بدر میں آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق اور محافظِ خاص تھے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ سعد بن معاذ کی تجویز پر آنحضرتؐ کے لیے کھجور کا ایک سائبان (عریش) تیار کیا گیا۔ البزار حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ "یوم بدر میں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آفتاب سے بچاؤ کی غرض سے ایک سائبان بنا دیا تھا۔ پھر ہم نے کہا رسول اللہ کے ساتھ کون رہے گا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مشرکین میں سے کوئی آپ پر حملہ کر دے۔ پس خدا کی قسم ماسوا ابوبکر کے ہم میں سے کوئی قریب نہ گیا۔ وہ ننگی تلوار سے رسول اللہ پر سایہ کیے ہوئے تھے۔ جس کسی نے آپؐ پر حملہ کیا ابوبکرؓ اس پر ضرور حملہ آور ہوئے۔ اس لیے کہ آپؓ بہادر ترین لوگوں میں سے ہیں۔"

آخر میں ثانیِ قبر کہا گیا ہے۔ ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے میں آپؐ کے پہلو میں دفن ہیں۔

۴۔ گفتمش اے خاصۂ خاصانِ عشق ‎ ‎ ‎ عشقِ تو سرمطلعِ دیوانِ عشق

میں نے عرض کیا کہ اے عشق کے برگزیدوں میں سے برگزیدہ، آپؓ ہی کا عشق دیوانِ عشق کا پہلا مطلع ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کی ذاتِ گرامی معیارِ عشقِ رسولؐ ہے۔ حضور کا ہر فرمان بے چون وچرا اور بلا دلیل وحجت ماننا اور ایسے حالات میں بھی ماننا جب مصلحتِ وقت اور ظاہر اسباب اس کے خلاف ہوں، آپؓ کا معمول رہا ہے۔ عشقِ حق میں بھی آپؓ یگانہ تھے۔ بایں ہمہ جذب کامل آپ نے الوہیت اور نبوت، خدا اور انسان اور خالق ومخلوق کے فرق کو ہمیشہ پیش نظر رکھا۔ دوسرے مصرعے کا مطلب یہ ہے کہ آغازِ اسلام سے اب تک خدا اور رسولِ خدا کے جتنے عشاق گزرے ہیں ان میں اولیت آپؓ کو حاصل ہے۔

۵۔ پختہ از دستت اساسِ کارِ ما چارۂ فرما پئے آزارِ ما

ہمارے کام کی بنیاد آپ ہی کے ہاتھ سے پختہ ہوئی۔ اب بھی آپ ہی ہماری بیماری کا علاج تجویز کیجیے

آنحضرتؐ کی رحلت پر اشاعتِ دین کا فریضہ پہلی مرتبہ ایک غیر نبی کے کندھوں پر رکھا گیا۔ ابھی دنیا کو یہ دکھانا تھا کہ ایک شخص جو براہِ راست خدا سے ہدایات حاصل نہیں کرتا اور نہ عصمت کا مدعی ہے اس فریضے کو کس طرح بجا لاتا ہے۔ کتاب وسنت کی رہنمائی کی عملی شکل کیا ہوگی۔ دورِ نبوت کے بعد یہ اہم ترین کام تھا جو کسی شخص کے سپرد ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی جو بنیاد رکھی تھی وہ ابوبکرؓ کے زمانے میں اس قدر پختہ ہوگئی کہ مستقبل اس کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ بحیثیت غیر نبی حضرت ابوبکر نے پہلی بار دنیا کے سامنے اسلامی حکومت اور اسلامی معاشرے کا عملی نمونہ پیش کیا۔ رموزِ بیخودی میں "رسالت" کے عنوان سے ۳۳ شعر ہیں[۵۴] شروع کے چودہ شعروں میں بتایا گیا ہے کہ ہم صرف رسول اللہ کے ساتھ نسبت ہونے کی وجہ سے ایک قوم ہیں۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے:

۶۔ معنی حرفم کنی تحقیق اگر بنگری با دیدۂ صدیقؓ اگر

۷۔ قوتِ قلب وجگر گردد نبی از خدا محبوب تر گردد نبی

جو کچھ میں نے کہا ہے اگر تو اس کی تحقیق کرے اور اس کے لیے حضرت ابوبکر کی نگاہ پیدا کرے تو حضور کی ذات گرامی تیرے قلب وجگر کی قوت بن جائے گی اور نبی اللہ سے بھی زیادہ محبوب بن جائے گا۔

پیامِ مشرق (۱۹۲۳ء)

اس کتاب کی پیش کش میں فرماں روائے افغانستان امیر امان اللہ خان سے خطاب میں دو مختلف

---

۵۴ اسرار و رموز، ص ۱۱۵ - ۱۱۸

مقامات پر حضرت صدیقؓ کا اسم گرامی آتا ہے :

۸۔ تازہ کن آئین صدیقؓ و عمرؓ — چوں صبا بر لالہ صحرا گزر[۵۵]

۹۔ سوزِ صدیقؓ و علیؓ از حق طلب — ذرۂ عشقِ نبی از حق طلب[۵۶]

حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کے خیالات و عملی اقدامات کو فروغ دے اور اپنے ملک میں ان کا سا نظامِ حکومت قائم کر۔ صبا کی طرح لالہ صحرا کی پرورش کر۔ لالہ صحرا سے مراد وہ غیور افغان مراد ہیں جو تہذیبِ مغربی کے بُرے اثرات سے اب تک محفوظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے اس دردمندی کی خواہش کر جو حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علیؓ میں تھی اور خدا سے دعا کر کہ تجھے بھی حاصل ہو۔

بانگِ درا (۱۹۲۴ء)

بانگِ درا میں "صدیقؓ" کے عنوان سے مندرجہ ذیل نظم ہے :

۱۰۔ ایک دن رسول پاکؐ نے اصحاب سے کہا — دیں مال راہِ حق میں جو ہوں تم میں مالدار

۱۱۔ ارشاد سن کے فرطِ طرب سے عمرؓ اُٹھے — اس روز اُن کے پاس تھے درہم کئی ہزار

۱۲۔ دل میں یہ کہہ رہے تھے صدیقؓ سے ضرور — بڑھ کر رکھے گا آج قدم میرا راہوار

۱۳۔ لائے غرض کہ مال رسولِ امینؐ کے پاس — ایثار کی ہے دستِ نگر ابتدائے کار

۱۴۔ پوچھا حضور سرورِ عالم نے اے عمرؓ — اے وہ کہ جوشِ حق سے ترے دل کو ہے قرار

۱۵۔ رکھا ہے کچھ عیال کی خاطر بھی تو نے کیا؟ — مسلم ہے اپنے خویش و اقارب کا حق گزار

۱۶۔ کی عرض نصف مال ہے فرزند و زن کا حق — باقی جو ہے وہ ملتِ بیضا پہ ہے نثار

۱۷۔ اتنے میں وہ رفیقِ نبوتؐ بھی آ گیا — جس سے بنائے عشق و محبت ہے استوار

۱۸۔ لے آیا اپنے ساتھ وہ مردِ وفا سرشت — ہر چیز جس سے چشمِ جہاں میں ہو اعتبار

۱۹۔ مِلکِ یمین و درہم و دینار و رخت و جنس — اسپِ قمر سم و شتر و قاطر و حمار

۲۰۔ بولے حضورؐ چاہیے فکرِ عیال بھی — کہنے لگا وہ عشق و محبت کا راز دار

۲۱۔ اے تجھ سے دیدۂ مہ و انجم فروغ گیر — اے تیری ذات باعثِ تکوینِ روزگار

۲۲۔ پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس — صدیقؓ کے لیے ہے خدا کا رسول بس[۵۷]

---

۵۵ اسرار و رموز، ص ۵

۵۶ ایضاً، ص ۸

۵۷ ایضاً، ص ۲۵۰-۲۵۲

واقعہ غزوۂ تبوک (۹ھ) کا ہے۔ اس کا ماخذ ابوداؤد اور ترمذی ہیں۔ روایت عمرؓ بن الخطاب کی ہے۔ ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔ اس نظم میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کو "رفیق نبوت" کہا ہے اور اسلام کے فروغ کے لیے ایک بے مثال مالی ایثار کا ذکر کیا ہے۔

بانگ درا کی مشہور نظم خضر راہ میں بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ذکر ہے:

۲۳۔ اے کہ نشناسی خفی را از جلی ہشیار باش   اے گرفتار ابوبکرؓ و علیؓ ہشیار باش

یہ شعر اقبال کی طویل نظم خضر راہ سے ہے۔ شارح اقبال پروفیسر یوسف سلیم چشتی اس کا مطلب یوں بیان کرتے ہیں: "اے مسلمانو! مجھے افسوس ہے کہ تم خفی اور جلی یعنی پوشیدہ اور ظاہر میں فرق نہیں کر سکتے۔ تم کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ضروری کیا ہے اور غیر ضروری کیا ہے، یعنی تم یہ نہیں جانتے کہ اصولی باتیں کیا ہیں اور فروعی امور کیا ہیں۔ نیز یہ کہ جو قومیں دنیا میں ترقی کرنے کی آرزومند ہوتی ہیں وہ جلی (واضح اصول) کو چھوڑ کر خفی (فروعی یا مبہم امور) کا اتباع نہیں کیا کرتیں۔ اے نادانو! تم کب تک اس مسئلے پر آپس میں لڑتے رہو گے کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ میں سے کون افضل ہے۔ آگاہ ہو جاؤ، مرشد رومیؒ کا ارشاد ہے:

نورِ حق کے بر تو گردد منجلی   اے گرفتار ابوبکرؓ و علیؓ

تاریخ دولتِ فاطمیہ

مولانا رئیس احمد جعفری

ہمارے مورخوں نے اپنی کتابوں میں مصر کے فاطمین کو وہ مقام نہیں دیا جس کے وہ ہر لحاظ سے مستحق تھے۔ حالانکہ فتوحات کی وسعت، اسلام کی تبلیغ، علم کی ترویج اور غیر مسلموں سے روادارانہ سلوک کے باعث وہ تاریخ اسلام کا ناقابلِ فراموش حصہ بن چکے ہیں۔ اس موضوع پر اردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہے جس میں پوری غیر جانب داری کے ساتھ فاطمیوں کے عقائد و اعمال اور ان کے سیاسی کارناموں کا مرقع پیش کیا گیا ہے۔

صفحات ۵۳۰

ملنے کا پتا: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاھور